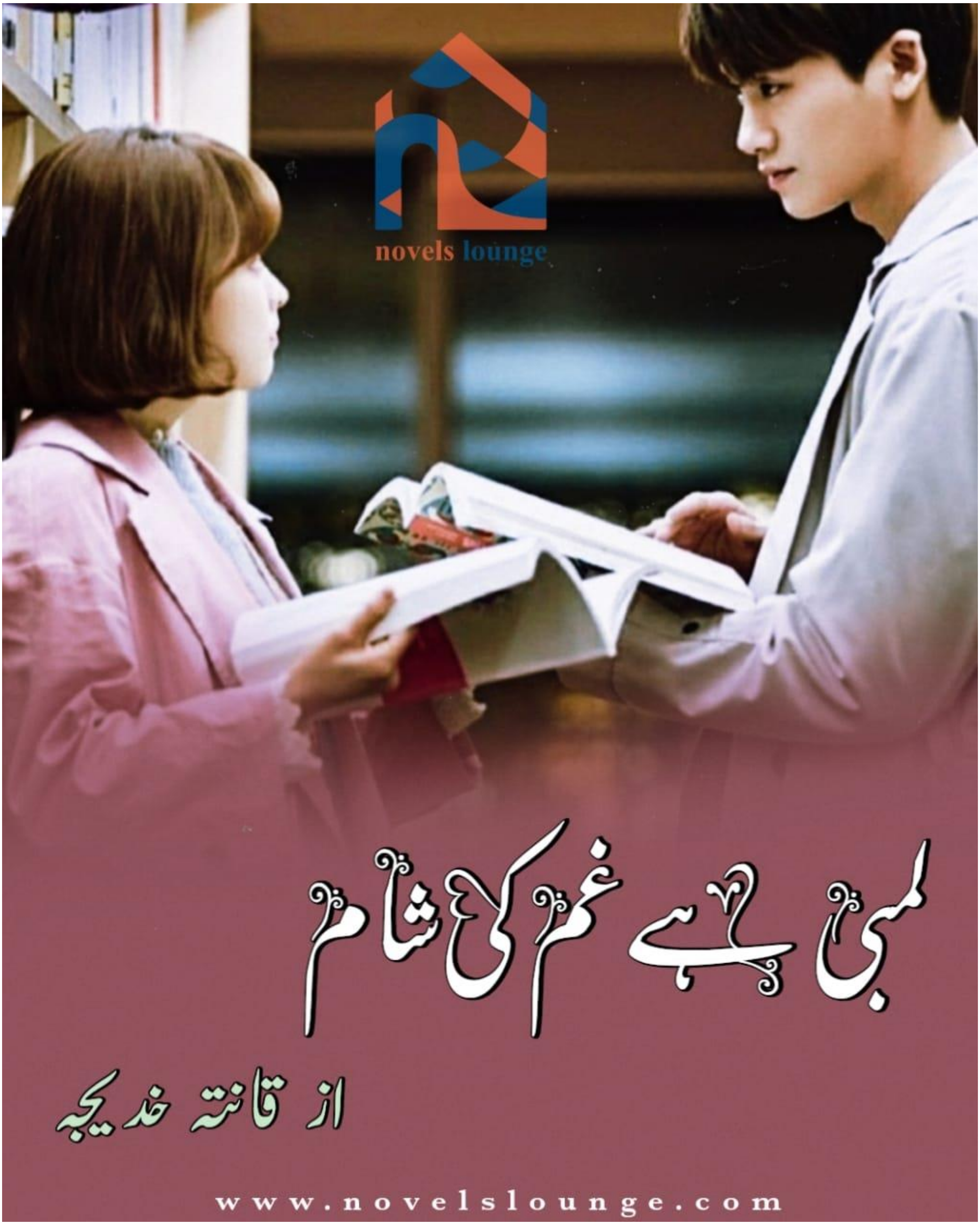
novels lounge
لمبی ہے غم کی شام
از قانتہ خدیجہ
www.novelslounge.com

لمبی ہے غم کی شام

قسط نمبر 2

از قلم قانتہ خدیجہ

پارس شمشاد!

شہر ملتان

سال 1999

ٹھرٹھراتی جسم میں رچ بس جانے والی موسمِ سرما کی ایک اندھیری رات میں ہسپتال کے سنسان کوریڈور میں باآسانی بلند چیخیں سنی جاسکتی تھیں، یہاں سے وہاں چکر کاٹتے شمشاد قریشی پریشانی سے ماتھا مسلے کبھی آپریشن تھیٹر کی جانب دیکھتے تو کبھی ایک اچٹتی نگاہ بینچ پر سوئے اپنے بیٹے پر ڈالتے جو اس شدید قسم کی سردی سے بچنے کے لیے موٹی جرابیں، جیکٹ پہنے اپنے اوپر موٹا کمبل لیے گہری نیند میں گم تھا۔اس کے ہلکے گھنگریالے بال اس کے ماتھے پر گرے ہوئے تھے۔

کچھ لمحے سرکے اور اب ان کے کانوں سے بچے کے رونے کی آواز ٹکرائی، شمشاد قریشی کی آنکھیں پھیلی، منتظر نگاہوں سے انہوں نے دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے ایک نرس کمبل میں لپٹے وجود کو ان کی جانب لیے چلی آرہی تھی۔

"مبارک ہو سر بیٹا ہوا ہے!" نرس کا بتانا تھا کہ شمشاد قریشی کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی۔

سینہ چوڑا ہوا اور گردن میں اکڑ نمایاں ہوئی۔

"اور میری وائف؟" بیٹے کو جی بھر کر دیکھ لینے کے بعد بیوی کا خیال آیا۔

"وہ بھی بالکل ٹھیک ہے، تھوڑی دیر میں روم میں شفٹ کر دیا جائے گا انہیں" انہیں جواب دیے وہ وہاں سے جا چکی تھی۔

نرس کے جاتے ہی شمشاد قریشی نے ایک بار پھر باہوں میں موجود اس وجود کو تکا۔

"شمشاد قریشی کے بیٹے، اس کے بازوؤں۔۔۔فارس شمشاد (نظریں بینچ پر سوئے بچے پر گئی) اور پارس شمشاد" اب کی بار اس ننھی سی جان کو تکا۔

پارس شمشاد!

پارس!

جانتے ہو پارس کا مطلب؟

پارس! پارس پتھر

ایک ایسا خاص پتھر جو پیتل کو بھی سونے میں بدل دے اور وہ۔۔۔وہ تو تھا ہی سونا

خالص سونا!

بغیر کسی ملاوٹ کے!

"ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں پارس شمشاد میرا مطلب دیدا ور پیدا"

اس کے سامنے والی کرسی سنبھالے حسام نے شعر سنایا تھا۔

"یار بس بھی کردے اب کیا کتاب چاٹ لینی ہے؟" کلس کر بولے وہ اس کے ہاتھ سے کتاب چھین

چکا تھا۔

"حسام مجھے تنگ کرنا بند کرو" بنا اس کی بکواس پر کان دھرے وہ کتاب اس کے ہاتھ سے کھینچتا نوٹس دوبارہ سے بنانا شروع ہو چکا تھا۔

"یار تم تھک نہیں جاتے روزانہ ان کتابوں سے زور آزمائی کرنے بیٹھ جاتے ہو؟ کبھی فزکس کے نیومیریکلز، تو کبھی انگلش اردو کی گرائمر۔۔۔میجر سبجیکٹس چھوڑو تم تو مائنر سبجیکٹس بھی یوں تیار کرتے ہو جیسے سی۔ایس۔ایس کے ایگزامز دینے ہو۔۔۔" حسام سے سر جھٹکا۔

"حسام تم جانتے ہو بورڈ کے ایگزامز میرے لیے کتنے امپارٹنٹ ہیں۔۔۔مجھے میری۔۔"

"ہاں ہاں تمہیں تمہاری پرسینٹیج برقرار رکھنی ہے کیونکہ تمہارا باپ ایک انتہائی بددماغ اور الٹی کھوپڑی کا آدمی ہے۔۔" حسام نے ہاتھ جھلائے بات مکمل کی تھی۔

"جب سب معلوم ہے تو کیوں پریشان کر رہے ہو مجھے؟" پارس نے ایک ابرو اچکائے سوال پوچھا۔

"جی جی بالکل ہم کرے تو تنگ اور امید کرے تو؟" حسام کے چھیڑنے پر پارس کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی۔

بات مکمل کیے وہ اب غور سے پارس کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر امید کا نام سنے ایک ہلکی مسکان کی چھلک دِکھلائی تھی۔

"امید کی بات الگ ہے حسام۔۔۔اس میں مجھے اپنا آپ نظر آتا ہے۔۔۔"پارس نے سر جھکایا، اب کی بار آنکھوں میں بے پناہ غم سمٹ آیا تھا۔

"اللہ تم دونوں کے حالات پر رحم کرے" دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھائے حسام نے دعا کی تھی۔

"کینٹین جارہا ہوں کچھ لاؤں تمہارے لیے" اپنی کرسی سے اٹھتے حسام نے سوال کیا تھا۔

"ہاں لے آؤ بھوک تو لگی ہے"پارس نے سر ہلایا۔

حسام کے جاتے ہی بال پوائنٹ سائڈ پر رکھے پارس نے گہری سانس خارج کی تھی۔

اس کی زندگی کے گزرے سولہ سال اس کے آنکھوں کے سامنے فلم کی طرح چلنے لگے۔

اس لمحے وہ کالج میں موجود سولہ سال کے پارس کی جگہ آٹھ سال کا پارس تھا جو دروازے کی اوٹ میں کھڑا اپنے بھائی کو باپ سے بلند آواز میں جھگڑتے دیکھ رہا تھا۔

"تمہاری اتنی ہمت کے تم میرے سامنے زبان چلاؤ؟"شمشاد قریشی نے طیش کے عالم میں ہاتھ ہوا میں بلند کیا جو فارس نے بیچ راہ میں تھام چکا تھا۔

"یہ غلطی بھولے سے بھی مت کیجیئے گا میں اب وہ فارس نہیں رہا جو آپ کے تھپڑ سے ڈر کر آپ کا کہاں مان لیا کرتا تھا!" فارس ان کے مدمقابل آئے غرایا۔

شمشاد قریشی کی آنکھیں پھیلی، ان کا دماغ تیزی سے چلا، سامنے جوان جہان اولاد کھڑی تھی یہ وقت جوش سے نہیں ہوش سے کام لینے کا تھا۔

"کیا چاہتے ہو فارس؟" ان کی آواز اپنے آپ دھیمی ہو گئی، ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ شمشاد قریشی کی آواز اولاد کے سامنے اس قدر دھیمی پڑی تھی۔

"پارس کی رہائی!"

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں تمہاری بات!" شمشاد قریشی نے بھنویں اچکائی۔

"مطلب صاف ہے جو کچھ آپ نے میرے ساتھ کیا، جو اذیتیں میں نے جھیلی، جیسے میری زندگی کے سب اہم فیصلے آپ نے لیے۔۔۔ یہ سب کچھ پارس کے ساتھ ہرگز نہیں کرے گے آپ۔۔۔ وہ اپنی زندگی اپنی مرضی سے جینے کا مالک ہو گا۔۔۔ اپنی زندگی کے تمام تر فیصلے لینے میں خود مختار ہو گا وہ اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر آپ جانتے ہیں کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔۔۔"

"کیا کرو گے تم؟" بامشکل غصہ دبائے انہوں نے کلس کر سوال کیا۔

اتنی سننے کی عادت نہیں تھی انہیں۔

"نہیں تو میں اس سکولر شپ سے پیچھے ہٹ جاؤں گا۔۔۔سوسائٹی کے سامنے جس سکولر شپ پر آپ اتنا اترا رہے ہیں اسے لات مار کر آپ کی اونچی گردن کا سریا توڑ ڈالوں گا۔۔۔" آگے کو جھکتا وہ ایک ایک حرف پر زور دیے غرایا۔

شمشاد قریشی نے اپنے اندر پنپتے لاوے کو کیسے ٹھنڈا کیا یہ بس وہی جانتے تھے۔

"ٹھیک ہے مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے!" دماغ کے گھوڑے دوڑائے انہوں نے حامی بھری۔

فارس کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی۔

"سچ میں؟" اس نے یقین کرنا چاہا۔

"بالکل میرے بیٹے جیسا تم چاہو گے ویسا ہی ہو گا!" شمشاد قریشی نے لبوں پر مسکان سجائے حامی بھری۔

فارس نے انہیں آگے بڑھ کر سب گلے شکوے بھلائے گلے لگایا تھا۔

"تو اب تم جا رہے ہو نا؟" انہوں نے سوال کیا تو فارس نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

کچھ دنوں بعد بیگ گاڑی میں رکھے اس نے آخری نگاہ اپنے گھر پر ڈالے پارس کو اشارے سے اپنے پاس بلایا تھا۔

"پارس میرے پیارے بھائی۔۔۔ کبھی بھی کوئی بھی مشکل آئے، کچھ بھی، کوئی چھوٹی بات بھی تمہیں تنگ کرے تو بلا جھجھک دن رات کا فرق بھلائے مجھے کال کرنا۔۔۔ مجھ سے شئیر کرنا۔۔۔ سمجھے؟" فارس نے سنجیدہ انداز میں اسے سمجھایا۔

آٹھ سال کے پارس کو اس وقت ان لفظوں کی سمجھ نہیں آئی تھی مگر فارس کے جاتے ہی وہ بہت اچھے سے ان لفظوں میں چھپے مفہوم کو سمجھ گیا تھا۔

فارس کا جانا کیا تھا پارس کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی جہنم میں آبسا ہو۔

ایگزامز تو دور کی بات اگر کسی عام ٹیسٹ میں بھی پارس کا آدھا نمبر بھی کٹتا تو شمشاد قریشی اسے بری طرح مارتے۔

مگر اسے زبان کھولنے کی اجازت نہ تھی۔۔۔ فارس نے بڑے بھائی کی ذمہ داری خوب نبھائی تھی۔۔۔ وہ روزانہ اسے کال کرتا، مگر شمشاد قریشی اور زبیدہ قریشی کا خوف اس قدر اس کے حواسوں پر چھایا ہوا تھا کہ وہ ایک لفظ بھی بول نہ پاتا۔۔۔

یہ فورتھ کلاس کی بات ہے بخار کی وجہ سے پارس اس سال اچھے سے امتحانات نہ دیے پایا تھا جس کی بنا پر اس کی تیسری پوزیشن آئی تھی۔۔۔

بخار میں پنپتے پارس کو اس قدر حیوانیت سے مارا تھا شمشاد قریشی نے کہ وہ ہسپتال جا پہنچا تھا۔۔۔ یہ ایک پولیس کیس بن چکا تھا، سوسائٹی میں کسی نہ کسی طرح یہ بات پھیلتی ان کی شہرت کو بری طرح خراب کر چکی تھی۔

"میری بات غور سے سنو پارس ابھی کچھ دیر میں باہر کھڑے ایک انکل آئے گے تم سے پوچھے گے کہ یہ سب کیسے ہوا؟ تمہیں انہیں یہی بتانا ہے کہ سکول میں ایک بچے نے لڑائی کے دوران تمہیں پیٹا سمجھے؟" شمشاد قریشی بوکھلائے کبھی ماتھے پر آئے پسینہ صاف کرتے تو کبھی دروازے کے باہر موجود پولیس افسر کو دیکھتے۔

"اور اگر ایسا نہ کیا تو تمہیں یہاں سے بہت دور چھوڑ آؤں گا، وہ جگہ تمہارے لیے بالکل بھی اچھی نہیں، وہاں نہ تو بچوں کو کھانا دیا جاتا ہے اور روزانہ انہیں مارا جاتا ہے، ساتھ ہی ساتھ ان سے کام بھی کروائے جاتے ہیں۔۔۔ کیا تمہیں وہاں جانا ہے؟" اب کی بار انہوں نے پارس کو دھمکایا اور اس کے دل میں ڈر و خوف پیدا کیا۔

پارس کا سر تیزی سے نفی میں ہلا۔

"بس پھر جیسا کہاں ہے ویسا ہی کرو۔۔۔ سمجھ گئے؟" شمشاد قریشی کے پوچھنے پر پارس کا سر تیزی سے اثبات میں ہلا۔

پارس کا بیان ریکارڈ ہو چکا تھا، سکول کی انتظامیہ کو پیسہ کھلا یے اس جھوٹی کہانی پر سچ کی مہر لگا دی گئی تھی۔

مگر اب جو نام و شہرت بدنام ہوئی تو رات و رات سامان سمیٹتے وہ بیوی بچے کے ہمراہ لاہور آبسے تھے۔

اسے آج بھی وہ دن اچھے سے یاد تھا جب پہلی بار اس نے امید کو دیکھا تھا، اس کی مسکراہٹ کتنی پیاری تھی، سوچتے پارس کی خود کی مسکراہٹ بھی گہری ہو گئی تھی۔

"آرام سے بابا!" کئیر ٹیکر کی مدد سے وہ گاڑی سے نکلا تھا، زخم ابھی تک ٹھیک سے بھر نہیں پائے تھے۔

شمشاد قریشی اور زبیدہ قریشی اس لمحے گھر کا جائزہ لیے آپسی گفتگو میں محو تھے، جب ایک اونچی کھکھلاتی ہنسی پارس شمشاد کے کانوں سے ٹکرائی۔

"امید دددد بسس کر دواب مجھے بھی جیتنے دو۔۔۔" سائیکل پر سوار دو بچیوں میں سے پیچھے موجود بچی اونچی آواز میں چلائی۔

"امید کسی سے نہیں ہارتی۔۔۔جیت ہمیشہ میری ہی ہوتی ہے" وہ اونچی آواز میں کھکھلا کر ہنسی تھی۔

گردن موڑے پارس نے اس ہنستی کھکھلاتی لڑکی کو دیکھا۔۔۔اس کی چمکتی آنکھیں، خوبصورت مسکراہٹ۔۔۔پارس شمشاد سانس روکے اسے دیکھے گیا جو سائیکل کے پیڈل زور سے چلاتی ہنستی اس کی نِگاہوں کے سامنے سے گزرتی آگے نکل چکی تھی، مگر اس کی پارس شمشاد پر وہ ایک ترچھی نِگاہ!

"پارس بابا چلے اندر۔۔۔آپ کو آرام کی ضرورت ہے" کئیر ٹیکر اس کا بازو تھمائے اندر کی جانب بڑھی جبکہ پارس کی نگاہیں اس پر تھی جو چکر پورا کرتی اب اس کے سامنے والے گھر کے اندر داخل ہو چکی تھی۔

پارس کا ایڈمیشن نئے سکول میں کروادیا گیا تھا۔اور وہ تو تھا ہی پارس وہ آتے ہی اپنی چھاپ چھوڑ چکا تھا ہر بچہ اس سے دوستی کا خواہشمند تھا اور وہ اس سے 'امید گلفام' سے۔

ہنستی مسکراتی امید گلفام جو اسے بہت اچھی لگتی تھی،اور وہ پڑھائی میں اتنی اچھی تھی کہ اس سے دوستی کرنے میں پارس شمشاد کو کوئی مسئلہ درپیش نہیں آیا تھا۔

معصومیت میں کی گئی اس دوستی کو بھی دونوں کے والدین نے اپنے فائدے میں استعمال کیا تھا۔۔۔اس دوستی میں دڑار ففتھ کلاس کے بورڈ ایگزامز کے بعد آئی تھی جس پارس شمشاد امید گلفام کو ہراتا پہلی پوزیشن حاصل کرچکا تھا۔

اس کے بعد پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ پارس شمشاد کو امید گلفام نے مسکرا کر نہیں دیکھا تھا، بلکہ اس کی آنکھوں میں اداسی دیکھ کر وہ بے چین ہوا تھا۔

آہستہ آہستہ یہ بات اس پر آشکار ہوچکی تھی کہ امید بھی اسی کی طرح ایک جہنم میں رہ رہی تھی ۔۔۔پہلی پوزیشن لے کر سوسائٹی میں ناک اونچی کرنے کا پریشر صرف پارس شمشاد پر ہی نہیں بلکہ امید گلفام بھی اسی چکی میں پیس رہی تھی۔۔۔

سوچیں امید کی سالگرہ کی جانب جادوڑی۔

ففتھ کلاس کے سالانہ امتحانات سے قبل ہی امید کی سالگرہ بڑی دھوم دھام سے منائی گئی تھی جس میں پارس اور اس کی فیملی بھی مدعو تھیں۔

پنک کلر کی باربی ڈریس پہن کر، سر پر چھوٹا سا پرنسس تاج لگائے گھومتی امید اس میں حقیقت میں شہزادی لگی تھی۔۔۔

اس پارٹی میں ہر شے کو نہایت غور سے دیکھا تھا پارس نے، ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ کسی برتھڈے پارٹی میں شامل ہوا ہو۔۔۔

امید کی کھکھلاہٹ، اس کے ماں باپ کا اسے لاڈ، اس کی پسند ناپسند کو اہمیت دینا کچھ بھی پارس کی نگاہوں سے اوجھل نہ تھا، شدت سے دل چاہا تھا کہ کاش اس کے ماں باپ بھی اس سے یونہی محبت جتائے۔

کیک کٹ ہوا تو مختلف گیمز کھیلی گئی تھیں۔

"ہیپی برتھڈے امید!" پارس نے ہاتھ میں موجود گفٹ اس کی جانب بڑھایا۔

"تھینک یو پارس!" امید نے خوشی اور پرجوش انداز میں پارس سے تحفہ قبول کیا تھا۔

اب سب بچے پاسنگ دا پلو نامی گیم کھیلتے ایک دوسرے سے معصومانہ سوال پوچھ رہے تھے جب ان سب کو معلوم ہوا کہ پارس کا برتھڈے آنے والا ہے۔

"واؤ پارس ہم سیم منتھ میں پیدا ہوئے ہیں!" امید خوشی سے کھکھلائی تو پارس بھی گہرہ مسکرا دیا۔

"یعنی ایک اور برتھڈے پارٹی اور کیک! یاہو!" اس نے خوشی سے نعرہ لگائے تو سب بچے پرجوش ہوئے۔

"تم ہمیں اپنی برتھڈے پارٹی پر بلاؤں گے ناپارس؟" ہمنہ کے ساتھ بیٹھے ایک بچے نے اس سے سوال کیا تھا۔

"پتہ نہیں! مجھے برتھڈے سیلیبریٹ کرنا پسند نہیں" اس نے کندھے اچکائے۔

وہاں موجود تمام بچوں کا منہ کھلا رہ گیا۔

"کیا تمہارے ممی ڈیڈی تمہارا برتھڈے سیلیبریٹ نہیں کرتے؟" یہ سوال ایک گول مٹول سی کلاس فیلو نے کیا تھا۔

"کرتے ہیں مگر مجھے پسند نہیں!"

ایسا نہیں تھا کہ پارس شمشاد کی کبھی سالگرہ نہیں منائی گئی تھی، جب وہ چھوٹا تھا تو خوشی خوشی اس دن کو مناتا مگر جیسے ہی عقل و شعور کی سیڑھی پر قدم رکھا تو سمجھ آیا کہ یہ بھی بس ایک دِکھاوا ہی تھا۔۔ صرف معاشرے میں خود کو عزیم دکھانے کے لیے۔۔

"کیوں نہیں پسند؟" اب کی بار امید نے اداسی سے سوال کیا۔

"کیونکہ جہاں میں رہتا تھا وہاں میرا کوئی فرینڈ نہیں تھا!" وہ سر جھکائے دھیمی آواز میں بولا۔

"بس اتنی سی بات؟ اوہو بدھو۔۔۔ہم ہیں نا! ہم سب تمہارے فرینڈز ہیں!" امید نے معصومیت سے سر پر ہاتھ مارے اس کی اصلاح کی۔

"واقعی میں؟" پارس کو گویا یقین نہ آیا ہو۔

امید کا سر تیزی سے ہاں میں ہلا۔

"تم بھی میری فرینڈ ہو؟" پارس کی مسکراہٹ دیدنی تھی۔

"فرینڈ نہیں بیسٹ فرینڈ" وہ پرجوش مسکرائی۔

ٹھیک ایک ہفتے بعد رات کے بارہ بجے ہاتھ میں چاکلیٹ کیک کا ڈبہ تھامے وہ اپنے پیرنٹس کے ساتھ پارس کے گھر پر موجود تھی اسے سرپرائز دینے کے لیے۔

زبیدہ قریشی سوئے ہوئے پارس کو نیند سے جگا کر لائی تھی جسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا تھا۔

"یہ میرے لیے؟" اس نے حیرت سے کیک کو دیکھا۔

"اب دیکھو مت کٹ کرو اور کوئی وش مانگو!" امید ایکسائیٹڈ سی بولی۔

تمام بڑے اس کی بات پر ہنس دیے تھے۔

کینڈلز بجھائے،وش مانگے پارس نے کیک کاٹا تھا۔

اب وہ سب لاؤنج میں بیٹھے کیک کھاتے باتوں میں مصروف تھے۔

"شمشاد صاحب مجھے امید ہے کہ آپ کو ہمارا یوں بنا بتائے اس طرح آجانا برا نہیں لگا ہو گا۔۔۔دراصل امید نے بہت ضد کی تھی اور وہ بہت ایکسائیٹڈ بھی تھی تو اسی لیے۔۔"گلفام خان نے شرمندگی سے جواز پیش کیا۔

"ارے خان صاحب کیسی بات کر رہے ہیں آپ۔۔۔ان چھوٹی چھوٹی خوشیوں اور سیلیبریشنز سے ہی تو زندگی میں رنگ ہیں" شمشاد قریشی نے ہنسے اس کی شرمندگی کو زائل کیا۔

"انکل؟"امید کی پکار پر وہ اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

"جی بیٹا؟"

"پارس نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے کبھی اپنی برتھڈے سیلیبریٹ نہیں کی کیونکہ اس کا کوئی دوست نہیں۔۔۔لیکن اس بار ہم کرے گے کیونکہ اب میں اس کی دوست ہوں!"امید نے معصومیت اور پرجوشی سے انہیں بتایا۔

"ہاہاہا!ضرور بیٹا کیوں نہیں۔۔۔بلکہ میں تو صبح آپ سب کو انوائیٹ بھی کرنے والا تھا برتھڈے پارٹی پر۔۔۔"

"اوواؤ!پارس بہت مزہ آئے گا!تمہارا برتھڈے تھیم کیا ہے؟"امید نے ایکسائٹیڈ انداز میں پارس سے سوال کیا۔

"وہ مجھے کوئی تھیم خاص پسند نہیں"پارس دھیمی آواز میں بولا۔

"مگر کیوں؟تھیم برتھڈے کا ہی تو مزہ آتا ہے۔۔۔جیسے میری برتھڈے۔۔۔تمہیں میری برتھڈے پر مزہ آیا تھا نا؟"امید نے ناراضگی جتائے اس سے سوال کر ڈالا۔

"امید بے بی بس کر دو،پارس کو نہیں پسند ہو گا!"پریشے خان سے اسے ٹوکا۔

"اوکے ماما!"وہ منہ بناتی کیک دوبارہ کھانا شروع ہو چکی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ سب اجازت لیے گھر جانے کو اٹھ کھڑے ہوئے تھے،انہیں باہر تک رخصت کرنے شمشاد قریشی،زبیدہ قریشی اور پارس تینوں آئے تھے۔

"تم نے کیا وش مانگی؟"امید نے اچھل کر اس سے سوال کیا۔

"ہم دونوں کی فرینڈشپ ہمیشہ ایسی رہے" پارس کے بتانے پر وہ کھکھلا کر ہنس دی۔

"بیسٹ فرینڈ!" پرجوش انداز میں مٹھی کو ہوا میں لہرائے امید نے اس کی وش کی تائید کی۔

انہیں رخصت کیے وہ تینوں اندر داخل ہوئے۔

شمشاد قریشی اور زبیدہ قریشی دونوں کے لبوں سے مسکراہٹ اب مکمل غائب ہو چکی تھی۔

"پارس ادھر آؤ!" صوفہ پر بیٹھے، ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے انہوں نے پارس کو اپنی جانب انگلی کے اشارے سے بلایا۔

"جی ڈیڈ" وہ ڈرتا ہوا ان کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"امید کو کیا کہاں تم نے کہ تمہاری برتھڈے نہیں سلیبریٹ کرتے ہم، تو میں پاگل ہوں جو ہر سال اتنا پیسہ بہا دیتا ہوں تمہاری سالگرہ پر؟" وہ دھاڑے، پارس کو اپنے کان کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے۔

"ایسا نہیں ہے" وہ روتے ہوئے بولا۔

"تو کیسا ہے؟" اس کے بازو پر ان کی گرفت سخت ہوتی پارس کو تکلیف میں مبتلا کر گئی۔

"میں نے تو بس یہی کہاں تھا کہ جہاں میں پہلے رہتا تھا وہاں میرا کوئی فرینڈ نہیں تھا اسی لیے مجھے برتھڈے سیلیبریٹ کرنا پسند نہیں" ڈرپوک پرندے کی مانند آنکھیں میچے وہ ایک ہی سانس میں پوری بات انہیں بتا گیا تھا۔

شمشاد قریشی نے آنکھیں بند کیے اندر پنپتے غصے پر قابو پایا تھا۔

خان فیملی کا آنا انہیں ایک آنکھ نہیں بھایا تھا اور یہ امید تو کھٹکتی ان کی نِگاہوں میں۔

"جاؤ اپنے کمرے" وہ اسے آزاد کر چکے تھے۔

اتنی جلدی جان خلاصی پر وہ شکر ادا کرتا تیزی سے کمرے کی جانب بھاگ گیا تھا۔

"آپ اتنا غصہ کیوں کر رہے ہیں؟" زبیدہ قریشی نے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"غصہ نہیں کروں تو اور کیا کروں؟ اب صبح اس فضول سی برتھڈے پارٹی کی وجہ سے اس کی پڑھائی کا حرج ہو جائے گا۔۔۔ ففتھ کلاس کے بورڈ ایگزامز سر پر ہیں ایسے میں ایک دن کا حرج بھی نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے" وہ غصے سے غرائے۔

"آپ کی بات سے میں سو فیصد متفق ہوں، مگر فلحال اور کوئی راستہ نہیں۔۔۔" زبیدہ قریشی نے بھی اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔

اگلے روز صبح ہی صبح تمام سوسائٹی میں پارس شمشاد کی سالگرہ کا انویٹیشن جا چکا تھا۔

گھر کے لان میں ہی برتھڈے کے تمام انتظامات کیے گئے تھے۔

تقریباً سبھی کلاس فیلو آچکے تھے مگر جس کا اسے انتظار تھا وہ ابھی تک غائب، چند لمحوں کے مزید انتظار کے بعد بلآخر وہ اسے اپنی جانب آتی دکھائی دی تھی۔

"ہیپی برتھڈے پارس" وہ خوشی سے چلائی۔

"تھینک یو امید" پارس کا بھی اسکے مقابل اتنا ہی پرجوش انداز تھا۔

"پارس آجاؤ کیک کٹ کرلو لیٹ ہو جائے گے۔۔۔" زبیدہ قریشی نے سپاٹ آواز میں اسے بلایا۔

امید کا ہاتھ پکڑے وہ ٹیبل کی جانب بڑھا تھا۔

اس کے کیک کٹ کرنے کی ویڈیوز اور تصاویر کھینچے شمشاد قریشی نے فارس کو بھیج دی تھی۔

فارس کا جب بھی پاکستان چکر لگتا یا تو پارس کی سالگرہ گزر چکی ہوتی یا پھر اس کے چکر لگا لینے کے بعد آتی، ایسے میں شمشاد قریشی کی جانب سے رکھی جانے والی گرینڈ برتھڈے پارٹی کی اصلیت سے وہ ہمیشہ ہی ناواقف رہا تھا۔

مگر اس بار کی تصاویر دیکھ کر فارس بھی حیران ہوا تھا، وہ تھی پارس کے لبوں کی گہری مسکان!

"اللہ تیرا شکر جو تو نے میرے والدین کا دل بدل دیا!" فارس اس سب کو اپنے ماں باپ کی نرم دلی سمجھتا پر سکون ہو چکا تھا۔

"سب نے اپنے گفٹس دے دیے اب میری باری۔۔۔" امید مسکراتی گلفام خان کے ساتھ اپنے گھر کی جانب بڑھی تھوڑی دیر بعد دونوں باپ بیٹی ایک برینڈ نیو بائے سائیکل لیے اس جانب چلے آئے۔

"ہیپی برتھڈے پارس۔۔۔ اب ہم دونوں روزانہ ایک ساتھ سائیکل پر سکول جایا کرے گے۔۔۔ اوکے؟" امید کے پوچھنے پر پارس کا سر تیزی سے اثبات میں ہلا۔

برتھڈے سیلیبریشن ختم ہوتے ہی پارس کی زندگی کے چند خوشگوار لمحے بھی ختم ہو چکے تھے۔

اس کو ملے تمام تحائف شمشاد قریشی نے کچرہ بولے نوکروں میں بانٹ دیے تھے پیچھے رہ گئی امید کی دی گئی سائیکل تو وہ ایک بے کار شے کی طرح سٹور روم میں پھینک دی گئی تھی۔

اگلے روز امید جو پر جوش سی اس کے انتظار میں سائیکل لیے تیار کھڑی تھی اسے بنا سائیکل کے گھر سے نکلتے دیکھ کر حیران ہوئی۔

"تمہاری سائیکل کہاں ہے پارس؟" وہ حیران ہوئی۔

"وہ دراصل! سوری امید میں سائیکل نہیں چلا سکتا" پارس نے شرمندگی سے جواب دیا۔

"لیکن کیوں؟" امید کی آواز اسے بجھی بجھی محسوس ہوئی۔

"میرا نالاسٹ ائیر بہت برا ایکسیڈینٹ ہوا تھا تو اب میں سائیکل نہیں چلا سکتا۔۔۔ سوری امید میں تمہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا!" زبیدہ قریشی کی رٹائی گئی کہانی وہ امید کو سنا چکا تھا۔

"اٹس اوکے۔۔۔" وہ افسردہ سی بولتی اپنی سائیکل پر بیٹھتی وہاں سے جا چکی تھی۔

پیچھے رہ جانے والے پارس کی آنکھیں بھر آئی، یونیفارم کے بازو سے آنکھیں رگڑتا وہ پیدل سکول کی جانب چل دیا تھا۔

کچھ دنوں بعد فارس کا پاکستان چکر لگا تھا ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ پارس نے اسے اپنے کسی دوست سے اس قدر پرجوشی سے ملوایا تھا۔۔۔

امید کو مل کر فارس کو بے پناہ خوشی ہوئی تھی، پارس کا امید کے ساتھ ہونا ایک خوش آئیند بات ثابت ہوئی تھی۔۔۔ فارس کو اس میں کافی تبدیلیاں رونما ہوتی نظر آئی تھیں۔

پارس کو یوں دیکھ اسے بے پناہ خوشی ہوئی اور ساتھ ہی ساتھ دل میں موجود اپنے ماں باپ کو لے کر آخری پھانس بھی نکل گئی۔۔۔وہ مطمئن تھا کہ جیسا رویہ اس کے ساتھ اپنایا گیا، جو اذیتیں اس نے جھیلی پارس ان سب سے کوسوں دور تھا اس بات سے انجان کے حقیقیت اس کے بالکل عین برعکس تھی۔

وقت یونہی گزرتا رہا، ففتھ کلاس کے بورڈ کے ایگزامز سر پر آچکے تھے۔

پارس شمشاد کی راتوں کی نیند حرام ہو چکی تھی، ایسے میں وہ جب بھی امید کی جانب دیکھتا تو حسرت کرتا اس جیسی فیملی کی۔ مگر امید کی آئیڈیل لائف کے حوالے سے یہ خام خیالی بھی رزلٹ آتے ہی اڑن چھو ہو گئی تھی۔

لیکن وہ کچھ نہیں کرسکتا تھا اگر وہ کم نمبر زلاتا تو اس کا باپ اسے بے رحم طریقے سے مارتا پیٹتا، اسے اپنے ماں باپ سے بہت خوف آتا تھا۔۔۔

شمشاد قریشی نے پارس کی پوزیشن کی خوشی میں ایک بہت بڑی دعوت رکھی تھی، پارس کو بے صبری سے امید کا انتظار تھا مگر اس بار وہ اس سے اس پرجوش انداز میں نہیں ملی جیسے ملا کرتی تھی۔

پارس کو سخت ملال نے آن گھیرا تھا، ان کی دوستی ان نمبروں کے پیچھے بری طرح متاثر ہوئی تھی۔۔۔بس اتنا ہی نہیں اس کے ماں باپ نے ہنس ہنس کر سب کے سامنے پارس پر کی جانے والی محنت کو بڑھا چڑھا کر بتایا تھا کہ کیسے کھیل کود میں ضائع کیے جانے والے وقت کو پارس اپنی پڑھائی پر خرچ کرتا، فضول میں سائیکل چلانے کی بجائے وہ پیدل چلتا جس سے اس کا جسم ایکٹیو رہتا اور دماغ تندرست۔

ان باتوں کا اثر یہ ہوا کہ اگلے روز سے امید کا کھیل کود اور سائیکلنگ دونوں بند ہو گئے۔

امید کی آنکھوں کی بجھی جوت اسے تکلیف دیتی مگر اس کے ہاتھ بندھے تھے وہ بے بس تھا۔

یہ آٹھویں جماعت کے بورڈ کے سالانہ امتحانات کی بات ہے۔۔۔تمام سکولز میں بچوں کے ٹیسٹ لینے کی مہم شروع ہو چکی تھی ایسے میں امید نے بھی کڑی محنت کیے سکول ٹیسٹ میں پارس شمشاد کو بری طرح پچھاڑ دیا تھا جس کی صورت میں شمشاد قریشی کی مار پر اسکا پاؤں زخمی ہو چکا تھا، کچھ روز پارس سکول نہیں آیا تھا پیر کی چوٹ کی وجہ سے۔۔۔کلاس کے بہت سے بچے اس کا حال چال پوچھنے آئے تھے، امید اور رہمنہ بھی جو اسے جلد صحت یاب ہونے کی دعائیں دیتی جا چکی تھیں۔۔۔حسام بھی اپنے پیرنٹس کے سنگ اس کی خیر خیریت پوچھتا جا چکا تھا۔

اس تمام عرصے میں زبیدہ قریشی نے ایک لمحے کو بھی اسے کسی بھی دوست یا کلاس فیلو کے ساتھ اکیلے نہیں چھوڑا تھا، دل میں ڈر کنڈلی مار کر بیٹھ چکا کہ کہیں غلطی سے بھی پارس کسی کے سامنے زبان نہ کھول دے۔

نویں جماعت میں پارس نے امید کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

"یہ تو صرف پہلے سال کا رزلٹ ہے، اس میں کیا خاص؟" گلفام خان نے پارس کی کامیابی کو ہوا میں اڑایا۔

دسویں میں امید پارس سے زیادہ نمبر تو لے چکی تھی مگر دونوں سالوں کا رزلٹ ملائے پہلی پوزیشن پارس شمشاد کو ملی تھی۔

کالج لائف میں قدم رکھتے ہی زندگی ان دونوں پر مزید تنگ اور بے رحم ہو چکی تھی۔

فائنلز سر پر آن پہنچے تھے، اکیڈمیز نے بھی اپنا نام چمکانے کے لیے بچوں کے امتحانات لینا شروع کر دیے تھے۔۔۔ صبح میں کالج کا ٹیسٹ اور شام میں اکیڈمی کا ٹیسٹ۔۔۔ اگر اس وقت امید کی صحت ان ہائی۔ پوٹینسی میڈیسنز کی وجہ سے بحال تھی تو اس میں کوئی شک نہیں تھا۔

اکیڈمی سے فارغ ہوئے وہ چاروں اکٹھے گھر کے لیے واپس نکلے تھے، حسام اور ہمنہ کو ان کے گھر ڈراپ کیے اب وہ دونوں اپنے اپنے گھر کی جانب گامزن تھے۔

"امید؟طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" پارس کافی دیر سے اس کا کھویا کھویا انداز جانچ چکا تھا۔

"ہوں؟ہاں ٹھیک ہوں!" سوچوں سے نکلے اس نے جھٹ سر اثبات میں ہلایا۔

"مگر مجھے ایسا نہیں لگ رہا، کچھ ہوا ہے؟ مجھ سے شئیر کر سکتی ہو تم!طبیعت واقعی میں ٹھیک ہے تمہاری؟اگر کوئی ایشو ہے تو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں" وہ اس کا راستہ روک چکا تھا۔

امید نے نگاہیں اُٹھائے اسے دیکھا، وہ لڑکا جس سے اس کا کوئی رشتہ ناطہ، کوئی تعلق نہیں تھا وہ اس کی پریشانی بھانپ چکا تھا، اس کی صحت کو لے کر فکر مند تھا مگر اس کے ماں باپ۔۔۔ان کے دماغ میں تو بس اِتنا سوار تھا کہ امید ٹاپ کر جائے۔

"بس کچھ سوچ رہی تھی" پارس پر نگاہیں جمائے وہ بولی۔

"کیا؟" اس نے مسکرا کر سوال کیا۔

"تم لڑکے کتنے خوش قسمت ہوتے ہو نا پارس؟ ہمارے سوسائٹی میں ایک لڑکے کو صرف اسی لیے اہمیت ملتی ہے، ویلیو کیا جاتا ہے کہ وہ لڑکا ہے۔۔۔ تمہیں اپنے آپ کو پروو نہیں کرنا پڑتا!" وہ اداسی سے بولی۔

"ہم اور خوش قسمت؟" پارس قسمت کی ستم ظریفی پر کھوکھلا مسکرا دیا۔

اب وہ اسے کیا بتاتا کہ وہ کس قدر خوش قسمت تھا۔

"کسی کے گھر لڑکا پیدا ہوتا ہے تو سب مبارک باد دیتے ہیں اور لڑکی پیدا ہو تو کہہ دیتے ہیں کہ کوئی بات اگلی بار بیٹا ہی ہو گا۔۔۔ماں باپ تمہیں اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق نہیں چلا سکتے، تمہارا جو جی کرتا ہے وہ تم کرتے ہو۔۔۔اپنی مرضی سے سونا، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا۔۔۔دوستوں کے ساتھ گھومنا پھرنا۔۔۔ تمہیں تمہارے پیرنٹس کی محبت پانے کے لیے، ان کا ٹائم، ان کی توجہ کے لیے محنت نہیں کرنی پڑتی۔۔۔" امید کی آنکھیں نمی سے چمکی۔

"ہاں شائد ٹھیک کہاں تم نے۔۔۔" پارس نے جانتے بوجھتے اس کی بات پر حامی بھرلی، وہ اسے جھوٹا نہیں بنانا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر میں وہ دونوں گھر پہنچ چکے تھے، بیگ سے نوٹس نکالے اس نے امید کو تھمائے جو شکریہ ادا کرتی اندر جا چکی تھی، بالکونی میں کھڑے شمشاد قریشی نے غور سے یہ منظر ملاحظہ فرمایا۔

"آ گئے جناب سیر سپاٹے کیے؟" وہ لاؤنج میں داخل ہی ہوا تھا کہ شمشاد قریشی کی طنزیہ آواز کانوں سے ٹکرائی۔

"اکیڈمی سے آ رہا ہوں میں" سر جھکائے دھیمی آواز میں اس نے جواب دیا۔

"اس لڑکی کو کیا پکڑایا تھا تم نے؟" دونوں بازوؤں سینے پر باندھے انہوں نے آگے بڑھ کر سوال کیا۔

"امید کی طبیعت نہیں ٹھیک، تو اس کے لیے نوٹس بنائے تھے، ایگزامز میں آسانی رہے گی" اس نے جھوٹ نہیں بولا۔

شمشاد قریشی کا بھاری ہاتھ اس کے گال پر نشان چھوڑ چکا تھا۔

"امید! امید! امید! میں تھک چکا ہوں اس لڑکی کا نام سن سن کر۔۔۔ آخر لگتی کیا ہے وہ تمہاری جو اس کے لیے اس قدر فکر مند ہوئے جا رہے ہو؟" وہ اس کا گریبان تھامے اونچی آواز میں دھاڑے۔

"کیا ہوا؟" کچن میں موجود زبیدہ بیگم نے پریشانی سے باہر آئے سوال کیا۔

"اپنے اس سپوت سے پوچھو۔۔۔نواب صاحب کبھی محترمہ کے گھر کے باہر پہرہ دیتے ہیں، تو کبھی اپنا ٹیسٹ تھما دیتے ہیں، اور اپنے نوٹس اسے دے آیا ہے یہ پاگل!" وہ غصے سے پاگل ہوتے چلائے۔

"تم نے ایسا کیوں کیا پارس؟" زبیدہ بیگم بھی غصے سے اس پر برسی۔

"امید دوست ہے میری۔۔۔"

"بسسس! اب ایک اور بار اس زبان سے اس لڑکی کا نام نکلا تو زبان گدی سے کھینچ نکالوں گا، جاؤ دفع ہو جاؤ اپنے کمرے میں۔۔۔اس سے پہلے کہ میں اپنا آپ کھو دوں!"

اس کی بات کاٹتے وہ درشتگی سے چلائے۔

پارس جلدی سے سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔

"ایک بات یاد رکھنا اگر تمہاری اس بے وقوفی کی وجہ سے اس لڑکی کے نمبر تم سے زیادہ آئے تو تمہیں زندہ زمین میں گاڑھ ڈالوں گا میں"

اس پیچھے سے تنبیہ کرنا نہیں بھولے تھے، ان کی دھمکی پر پارس کے پورے وجود میں سنسنی خیز لہر دوڑ اٹھی۔

کمرے میں داخل ہوئے بیگ اپنی جگہ پر رکھے وہ آئینے کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔

گال پر موجود ہاتھ کے نشان کو اس نے چھوا جہاں ابھی تک اسے جلن محسوس ہو رہی تھی۔

"واقعی ہم لڑکے بہت خوش قسمت ہوتے ہیں" امید کی بات دوہرائے وہ کانچ کی سی ہنسی ہنسا۔

سائڈ دراز سے ٹیوب نکالے اسے نشان پر لگانا شروع کر دیا، آنکھوں میں موجود آنسوؤں اس کے پورے چہرے کو بھگو چکے تھے۔۔۔ٹیوب دراز میں رکھے وہ اسے کھنگالے بلآخر ایک دوائی کی ڈبی نکال چکا تھا۔

یہ دماغی سکون کی دوا تھی اور پارس بہت ہائی پوٹینسی کا استعمال کر رہا تھا۔

پانی کے ساتھ گولی نگلے وہ اپنے بستر پر آ لیٹا تھا، کچھ لمحے بعد اسے جسم میں سکون اترتا محسوس ہوا تو کتابیں کھولے وہ ان پر جھک چکا تھا۔۔۔چاہے کچھ بھی ہو جائے اسے فرسٹ ائیر میں زیادہ نمبر لانے تھے۔

امید کو تو بس ڈانٹ ڈپٹ ملتی مگر اسے۔۔۔

اگر امید کے اس سے زیادہ نمبر آجاتے تو وہ آنے والا حالات کا اندازہ بخوبی لگا چکا تھا۔

\------------

فرسٹ ائیر کا رزلٹ آچکا تھا، بے چینی سے دانت چبائے پارس کی نگاہیں رزلٹ پر ٹکی تھی، اس نے بہت اچھے نمبر حاصل کیے، وہ مسکرا دیا، ساتھ ہی نظریں امید کے نمبروں کی جانب اٹھی، امید اسے ہرا چکی تھی۔

"پارس! پارس شمشاد فوراً نیچے آؤ!" اس کے کانوں سے شمشاد قریشی کی بھاری غصیلی آواز ٹکرائی۔

اس کی آنکھوں میں نمی در آئی۔۔۔ جانتا تھا اب آگے کیا ہونے والا ہے۔

دھیمے قدم اٹھائے وہ نظریں جھکاتا ان کے سامنے آکھڑا ہوا جو غصے سے یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہے تھے۔

"ڈیڈ۔۔۔" انہیں مخاطب کیے اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔

پارس کو دیکھتے ہی وہ اپنے غصے پر قابو کھوتے اس پر ٹوٹ پڑے تھے۔

طیش کے عالم میں انہوں نے اسے دھنک کر رکھ دیا تھا، جو لب سیتا ان کی مار سہہ رہا تھا۔

"کہاں تھا نا کہ اگر وہ لڑکی تم سے زیادہ نمبر لائی تو بہت انجام ہو گا۔۔۔اور دوا سے اپنے نوٹس۔۔۔ارے وہ لڑکی تمہارے ہر اتی زیادہ نمبر لے چکی ہے۔۔۔سب ہنسے گے مجھ پر کہ شمشاد قریشی کا بیٹا ایک لڑکی سے ہار گیا۔۔۔ایک لڑکی سے!"وہ غراتے بنار کے اس پر تشدد جاری رکھے ہوئے تھے۔۔۔زبیدہ بیگم سپاٹ نگاہوں سے شوہر کو اولاد کو یوں مارتے دیکھ رہی تھی،بقول ان کے یہ سب ان کے بیٹوں کے فائدے کے لیے تھا۔

جب ہاتھوں پیروں کے استعمال سے دل بھر چکا تو بیلٹ نکالے انہوں نے زور سے اسے زمین پر مارا۔۔۔پارس کی آنکھوں میں شدید خوف سمٹ آیا۔۔۔خود کو بچانے کی خاطر اس نے پیچھے کو ہونا چاہا مگر اس سے پہلے ہی وہ پے در پے کئی وار اس پر کرتے اسے لہولہان کر چکے تھے جب اچانک ان تینوں کے کانوں سے نسوانی چیخ کی آواز ٹکرائی۔

تینوں نے بیک وقت دروازے کی جانب دیکھا جہاں کھڑی امید گلفام کے ہاتھوں سے مٹھائی کا ڈبہ چھوٹ کر زمین پر گر چکا تھا اور آنکھیں خوف سے پھیل گئی تھیں۔

"پارس"امید کی آنکھوں میں اس کی ایسی حالت دیکھ کر آنسوؤں جھلملائے۔

"امید؟"پارس کے لبوں پر دھیمی مسکان در آئی تھی۔

جاری ہے۔۔۔